ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.03 (2025)

اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین ہم آہنگی کے فروغ میں مذہبی وسماجی مشترکات کا مطالعہ

A Study of Religious and Social Commonalities in Promoting Harmony between Islam and Other Religions

1. ***Dr. Anwar Ali***
   S.S.T., Government Higher Secondary School Topi, Swabi, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan.
   Email: anwaraliphd@gmail.com
2. ***Dr. Muhammad Atif Aslam Rao*** *(Corresponding Author)*
   Assistant Professor, Department of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi, Pakistan.
   Email: dratifrao@uok.edu.pk

Abstract

The question of interfaith harmony has become increasingly significant in today's globalized yet fragmented world. Islam, like other major religions, emphasizes universal values of peace, justice, compassion, and human dignity, which provide a common ground for dialogue with followers of other faith traditions. The Qur'an advocates engagement with Ahl al-Kitāb (People of the Book) on the basis of common beliefs (Q. 3:64).[1] Classical Muslim scholars such as al-Ghazālī and Ibn Taymiyyah emphasized justice, ethical conduct, and coexistence as essential to social order.[2] In modern scholarship, Hans Küng's Global Ethic project and Karen Armstrong's writings on compassion have highlighted the necessity of shared values for peaceful coexistence.Despite these convergences, contemporary societies continue to face [3] sectarianism, religious prejudice, and identity-based conflicts, raising the problem of how commonalities can be mobilized to counter intolerance. This study employs a comparative and analytical methodology. It examines scriptural teachings, ethical frameworks, and historical precedents from Islam alongside those of Christianity, Judaism, and other world religions. Primary sources, such as the Qur'an and Hadith, are analyzed in dialogue with Biblical and Rabbinic texts, while secondary literature—including the works of Wilfred Cantwell Smith, Sayed Hossein Nasr, and Charles Kimball—is critically reviewed.[4]By integrating theological analysis with sociological perspectives, the research highlights religious and social intersections that can serve as pathways to harmony. The significance of this study lies in its contribution to the academic fields of comparative religion, Islamic studies, and peacebuilding. At a time when global conflicts are often framed in religious terms, identifying and promoting shared values offers practical strategies for reducing tensions and fostering interfaith

[1] Al-Imran, 3:64.

[2] Abu Ḥāmid al-Ghazālī, Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn (Cairo: Dār al-Maʿrifa, n.d.); Ibn Taymiyyah, Al-Jawāb al-Ṣaḥīḥ li-man baddala dīn al-Masīḥ (Riyadh: Dār al-ʿĀṣima, 1993).

[3] Hans Küng, Global Responsibility: In Search of a New World Ethic (New York: Crossroad, 1991); Karen Armstrong, Twelve Steps to a Compassionate Life (New York: Alfred A. Knopf, 2010).

[4] Wilfred Cantwell Smith, The Meaning and End of Religion (Minneapolis: Fortress Press, 1991); Sayed Hossein Nasr, The Heart of Islam: Enduring Values for Humanity (San Francisco: Harper San Francisco, 2002); Charles Kimball, When Religion Becomes Evil (San Francisco: Harper San Francisco, 2002).

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

dialogue. For researchers and academicians, this work provides both a theoretical framework and practical implications for curriculum development, dialogue initiatives, and policy-making in pluralistic societies.

Keywords: *Peace, Sectarianism, Religious Prejudice, and Identity-based conflicts.*

تمہید:

مشترکات پر جمع ہونے کی قرآن کی نص سے مشروعیت ثابت ہے۔ ان مشترکات کو سامنے رکھتے ہوئے کسی بھی علاقے میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد باہم امن و سکون کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور اس کے نتیجے میں بین المذاہب ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے۔ قرآن مجید جو کی تمام عالم کی راہ نمائی کے لیے بھیجا گیا ہے، معاشرے میں مل جل کر رہنے کا درس دیتا ہے۔ چنانچہ سورۃ ال عمران میں ارشادِ خداوندی ہے:

قُلْ يَاأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ [5]

"کہہ دو کہ اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی ہے) اس کی طرف آؤ وہ یہ کہ خدا کے سوا ہم کسی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھیں اگر یہ لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (ان سے) کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم (خدا کے) فرمانبردار ہیں۔"

آسمانی کتب کے حامل تینوں مذاہب کے ماننے والے یعنی یہود، نصاریٰ اور مسلمان خدا کے تصور کے قائل ہیں۔ اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں اور یہ ان تینوں مذاہب کا مشترکہ وصف ہے کہ کائنات کا خالق، مالک اور رازق ایک خدا ہے۔ اسی طرح تینوں مذاہب عقیدہ نبوت رکھنے والے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالی کے منتخب بندے ہیں جو انسانوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والے ہیں۔ ایسے ہی اخلاقیات کی تعلیم میں سب یکساں تعلیمات رکھتے ہیں شراب نوشی، چوری، زناکاری، بدکاری، فحاشی وغیرہ ممنوعات کا تمام مذاہب والے اقرار کرتے ہیں اور اچھے اخلاق و کردار کی داعی تینوں مذاہب کے لوگ ہیں۔

مذہبی مشترکات کے علاوہ کچھ سماجی اور معاشرتی مشترکات بھی پائی جاتی ہیں جن کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے امن و سکون کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ مثلاً امن کا قیام ہر مذہب کی ضرورت ہے۔ معاہدات کا بنیادی مقصد ہی قیام امن ہوا کرتا ہے اور بدامنی کو بلا تفریق مذہب ناپسند کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ [6]

"جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین پر فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے۔"

اسی طرح حسن سلوک سے پیش آنا، کسی کی تحقیر نہ کرنا، ہر مذہب کے اکابر کا احترام کرنا، بے حیائی و فحاشی کا خاتمہ، صنعت و تجارت میں اشتراک وغیرہ امور میں تمام مذاہب مشترکہ رجحانات رکھتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں ایسے ہی مشترکات جو مذہبی یا سماجی طور پر مختلف

---

[5] ال عمران:64

[6] البقرہ:205

مذاہب میں پائے جاتے ہیں کو دینی متون سے اخذ کیا جائے گا اور ان کے ابلاغ کے بارے میں بحث کی جائے گی۔

بین المذاہب مشترکات

کسی بھی مذہب و مسلک سے تعلق رکھنے والے دنیا میں رہتے ہوئے بعض چیزوں کے محتاج ہوتے ہیں جن کے بغیر معاشرے میں رہنا ناممکن ہوتا ہے۔ ایسی باتوں کو کھوجنا اور ان پر سب کو اکٹھا کرنا آپس میں مل جل کر رہنے کا ذریعہ و سبب بنتا ہے۔ ایسے تمام امور جو تمام مذاہب میں یکساں طور پر اہم ہوں اور مانے جاتے ہوں، انہیں مشترکات کہا جاتا ہے۔ پھر ان کا تعلق مذہب سے ہو یا معاشرے سے، ان کو ذکر کیا جائے گا تاکہ مذاہب میں ہم آہنگی پیدا کی جاسکے۔

ہم آہنگی کا کیا معنیٰ ہے؟

بین المذاہب ہم آہنگی کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ افراد اپنے مذہب کی شناخت و علامت کو برقرار رکھتے ہوئے اور مختلف تصورات و نظریات کا قائل ہوتے ہوئے بھی دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہیں اور اس کا یہ معنی نہیں کہ عقائد و نظریات کے حوالے سے جو اختلاف ہے، اس کو مکمل ختم کیا جائے بلکہ معاشرے کو بہتر بنانے کے لیے انہیں اختلاف کے ساتھ محبت و مفاہمت سے رہنا ہم آہنگی ہے۔ وہ تمام امور جو کسی بھی طرح سے مختلف مذاہب کے مابین مشترکات کی تعریف میں داخل ہیں، ان کا جائزہ پیش خدمت ہے:

1. **امن و امان کا قیام**

امن و امان کا قیام ایک ایسا امر ہے جس کی ہر انسان خواہش رکھتا ہے، کوئی انسان کسی بھی مسلک و مشرب سے تعلق رکھتا ہو کبھی بھی بدامنی اور فساد و انتشار کا خواہاں نہ ہوگا۔ کسی بھی سطح پر ہونے والے معاہدات کا مقصد بھی قیامِ امن ہوتا ہے اور اس کی ضرورت ہر فرد، معاشرے، قوم اور ملک کو ہے۔ چنانچہ اللہ اپنے کلام میں فرماتے ہیں:

> وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ [7]
>
> "جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین پر فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ ہجرت فرما کر کئی اہم معاہدات فرمائے۔ چنانچہ اس کی مثال سیرت و تاریخ میں ملتی ہیں۔ انہی میں میثاقِ مدینہ کا بنیادی اور اہم معاہدہ ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

> "ہجرت سے قبل یثرب (مدینہ) میں اوس و خزرج کے دو دشمن قبیلوں کے علاوہ یہود کے مختلف قبائل اور دیگر مشرکین آباد تھے گویا مدینہ مختلف عقائد، قبائل اور نسلوں کی آماج گاہ تھا۔ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے ان تمام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور اس اتحاد و اتفاق کو قائم رکھنے کے لیے دنیا کا پہلا تحریری دستور وجود میں آیا۔ جس پر تمام باشندگانِ مدینہ کا اتفاق ہوا اور اس کی رو سے آپ ﷺ کو مدینہ کی پہلی اسلامی ریاست کا سربراہ تسلیم کیا گیا۔ یوں مدینہ میں ایک مختلف الخیال عناصر پر مشتمل ایسا معاشرہ وجود میں آیا جس میں میثاقِ مدینہ کی وجہ سے یہود، انصار، مہاجرین اور دوسرے قبائل ایک تنظیمی اتحاد میں شامل ہوگئے اور سب ایک دوسرے کے وجود کا اعتراف کرنے لگے۔" [8]

---

[7] البقرہ:205

[8] محمد حمید اللہ، **عہد نبوی میں نظام حکمرانی**، اردو اکیڈمی کراچی، 1978ء، ص75

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

امن و امان کے قیام کے لیے رسول اکرم ﷺ نے مشرکین، عیسائی اور یہودی قبائل سے معاہدہ فرمایا جو امت کے لیے نہایت زریں سبق کا حامل ہے۔ لہٰذا امت مسلمہ کو بھی چاہیے کہ قیام امن کے لیے جو بھی کوشش ہو سکتی ہے اس سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔

2. یکساں عقائد کا پرچار

اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے۔ اسی لیے اس کی تعلیمات میں فطرت کی عکاسی ہوتی ہے۔ تمام آسمانی مذاہب کو دیکھیں تو اس میں عقائد کے باب میں توحید، رسالت، آخرت، فرشتے، کتب، تقدیر، وغیرہ کا ذکر کسی نہ کسی صورت میں ملتا ہے۔ اسی طرح دیگر مذاہب بھی کسی کو کائنات کا نظام بنانے والا اور کسی اَن دیکھی قوت کو اس کا چلانے والا تسلیم کرتے ہیں۔ اگر ان تمام مذاہب میں جو عقائد مشترک ہیں ان کو سامنے لا کر ان پر مکالمہ ہو تو یہ ایسے مشترکات میں سے ہے جس پر دیرپا امن و امان اور تعلقات کی بحالی کا کام ہو سکتا ہے اور خود قرآن کریم نے اس کی دعوت دی ہے۔ چنانچہ سورۃ ال عمران میں ارشادِ خداوندی ہے:

قُلْ يَاأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ [9]

"کہہ دو کہ اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی ہے) اس کی طرف آؤ وہ یہ کہ خدا کے سوا ہم کسی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھیں اگر یہ لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (ان سے) کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم (خدا کے) فرمانبردار ہیں۔"

3. مقدسات کا احترام

ہر دین و مذہب کے ماننے والے اپنی مقدس ہستیوں کا احترام کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے بھی ان کا احترام کریں یا کم سے کم ان کی توہین نہ کریں اور اگر دیکھا جائے تو یہ کوئی بری بات بھی نہیں۔ ہر انسان اپنے والد کا احترام کرتا ہے اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ کوئی دوسرا اس کے والد کی بے اکرامی نہ کرے۔ اس اصول کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے قرآن کریم اپنے ماننے والوں کو اس بات سے روکتا ہے کہ وہ کسی مذہب کے خداؤں کی توہین کریں۔ اس کا لامحالہ نتیجہ یہی ہو گا کہ وہ مسلمانوں کے رب کی توہین کریں گے چنانچہ قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ فَيَسُبُّوا اللهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ [10]

"اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ جاہلانہ ضد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔"

مقدسات کی توہین سے اشتعال پیدا ہوتا ہے اور لوگ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک کے مقدسات ہیں، ان سب کا احترام کرنا چاہیے تاکہ فتنے و فساد سے بچا جا سکے۔ اس بارے نبی کریم ﷺ کی حیاتِ پاک میں کئی ایسے مواقع آئے جس میں نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام اور اپنی امت کی بہترین راہ نمائی فرمائی۔

---

[9] ال عمران:64

[10] الانعام:108

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

چنانچہ علامہ شبلی اس حوالے سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں:

"سب سے بڑھ کر طیش اور غضب کا موقع افک کا واقعہ تھا جبکہ منافقین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر نعوذ باللہ تہمت لگائی تھی۔ حضرت عائشہ آپ ﷺ کی محبوب ترین بیوی، اور حضرت ابو بکر جیسے یارِ غار اور افضل ترین صحابی کی صاحبزادی تھیں۔ شہر منافقوں سے بھرا پڑا تھا۔ جنھوں نے دم بھر میں اس خبر کو اس طرح پھیلایا کہ سارا مدینہ گونج اٹھا۔ دشمنوں سے شماتت، ناموس کی بدنامی، محبوب کی بے عزتی، یہ باتیں انسان کے صبر و تحمل کے پیمانہ میں نہیں سما سکتیں، تاہم رحمت عالم ﷺ نے ان تمام کے ساتھ کیا کیا؟ واقعہ کی تکذیب خود خدا نے قرآن پاک میں کر دی اور اس سے قبل آپ ﷺ نے کسی طرح کوئی انتقام نہیں لیا۔"[11]

مقدسات کا احترام نہایت اہم اور ضروری ہے۔ یہ ایک مشترکہ معاملہ ہے اور ہر مذہب والے کے مقدسات ہیں جن کی توہین کسی طرح بھی قابلِ برداشت نہیں۔

4. بے راہ روی و بے حیائی کا عدم فروغ

مختلف قسم کے ناموں سے معاشرے میں جب کبھی بے حیائی، عریانی، بے راہ روی یا فحاشی کی بات ہوتی ہے یا اس کا پرچار کیا جاتا ہے تو لوگ مسلک، مشرب، مذہب اور دین کا خیال کیے بغیر اس کا سدباب کرنے کے لیے کوشش شروع کر دیتے ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ بھی ایک مشترکہ معاملہ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے۔ منکرات سے ممانعت ہر دین و مذہب کا حصہ ہے چنانچہ مسلمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان تمام منکرات سے صریح الفاظ میں منع فرمایا:

وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ [12]

"اور اللہ تعالیٰ بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے۔"

اسی طرح دوسرے مقام پر بھی اللہ تعالیٰ ان برائیوں سے منع فرماتے ہیں:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَى مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ [13]

"مومنو! شیطان کے قدموں پر نہ چلنا اور جو شخص شیطان کے قدموں پر چلے گا تو شیطان تو بے حیائی (کی باتیں) اور برے کام ہی بتائے گا اور اگر تم پر خدا کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو ایک شخص بھی تم میں پاک نہ ہو سکتا مگر خدا جس کو چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے (اور) خدا سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔"

بے حیائی، منکرات اور شیطان کی پیروی کرنے سے مسلمانوں کو واضح طور پر منع کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معاشرے میں امن و سکون اور بھائی چارے کی فضا قائم کرنے کے لیے جن مشترکات پر بات کی جا سکتی ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

---

[11] شبلی نعمانی، **سیرت النبی**، دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، یو۔ پی، ہند، س ن، ج2، ص 211

[12] النحل: 90

[13] النور: 21

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

5. حسن سلوک کی چاہت

ہر طبقے سے اور ہر مذہب سے تعلق رکھنے والا انسان عزت و احترام کا خواہش مند ہوتا ہے۔ بلکہ ایک مسلّمہ اصول ہے کہ عزت کرو اور عزت کراؤ۔ اس لیے عزت، احترام، اکرام، شائستگی اور حسنِ سلوک کے بارے میں کوئی بھی اختلاف نہیں رکھ سکتا۔ نبی کریم ﷺ دنیا میں حسن اخلاق کے سب سے بڑے پیکر اور داعی تھے اور اس کی گواہی ربِ کائنات نے قرآن کریم میں دی ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ [14]

"اور بے شک آپ کے اخلاق بہت عالی ہیں۔"

نبی کریم ﷺ نے نہ صرف مسلمانوں کے ساتھ بلکہ غیروں کے ساتھ بھی ایسا حسن سلوک فرمایا کہ اس کی نظیر تاریخِ انسانی میں نہیں ملتی۔ چنانچہ درج ذیل واقعہ اس کی ایک مثال ہے:

"نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کی خاطر ایک یہودی زید بن سعنہ سے قرضہ لیا۔ وقت سے قبل وہ یہودی آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور نہایت گستاخانہ انداز میں بات کی جو صحابہ کرام کے لیے ناقابلِ برداشت تھی۔ چنانچہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن اڑانے کی اجازت چاہی، مگر خدا کے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! تمہیں چاہئے کہ مجھے حسنِ ادائیگی کی تلقین کرتے اور اسے حُسنِ طلب کی۔ آپ ﷺ نے نہایت شائستگی کیساتھ اس کا قرض واپس کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ حسن سلوک کا مظاہر فرماتے ہوئے بیس صاع کھجوریں اضافی دینے کا حکم فرمایا۔ پیغمبر ﷺ کے اس حسن سلوک سے متاثر ہو کر وہ یہودی فوراً اسلام قبول کر لیتا ہے۔"[15]

حسن سلوک ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے جانی دشمن کو بھی رام کیا جا سکتا ہے۔ لہذا اچھے سلوک کو اپنے اور پرائے کی تخصیص کیے بغیر عام کیا جانا چاہیے۔ یہ مشترکات میں سے ایسا زبردست ہے جس کی وجہ سے بہت مختلف الخیال گروہوں کو یکجا کیا جا سکتا ہے۔

6. فرقہ واریت کا خاتمہ

فرقہ واریت ایک ایسا عفریت ہے جو معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔ اور اس کو کسی بھی معاشرے میں کوئی فرد پسند نہیں کرتا ۔ قرآن کریم میں اللہ نے مسلمانوں کو واضح الفاظ میں منع فرمایا ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا [16]

"اور اللہ تعالیٰ کی رسی (دین) کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔"

قرآن کریم میں جا بجا فرقہ پرستی کی ممانعت مختلف انداز میں آئی ہے۔ انہی میں سے ایک مقام سورۃ الروم کا ہے جس میں ارشاد ہے کہ فرقہ پرستی اور فرقہ واریت کی اسلام میں مکمل ممانعت ہے کیونکہ یہ مشرکین کا شیوہ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ

---

[14] القلم:4

[15] محمد یوسف الصالحی، **سبل الہدیٰ والرشاد**، قاہرہ، 1972ء، ج7، ص32

[16] ال عمران:103

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ [17]

"(اور نہ) ان لوگوں میں (ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود فرقے فرقے ہو گئے سب فرقے اس سے خوش ہیں جو ان کے پاس ہے، مومنو! اسی (خدا) کی طرف رجوع کئے رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں نہ ہونا۔"

ایسے ایک اور مقام پر فرقہ پرستوں اور فرقہ واریت پھیلانے والوں کو تنبیہ فرمائی گئی ہے۔ قرآن کریم میں واضح ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ [18]

"جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) راستے نکالے اور کئی کئی فرقے ہو گئے ان سے تم کو کچھ کام نہیں۔ ان کا کام خدا کے حوالے پھر جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ ان کو (سب) بتائے گا۔"

ربِ کائنات نے مسلمانوں کی راہنمائی قرآن کریم اور سنتِ رسول ﷺ کے ذریعہ فرمائی ہے۔ اس میں فرقہ واریت کی کوئی گنجائش نہیں۔ کلامِ الٰہی میں ارشاد ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ [19]

"ان لوگوں کی طرح مت ہو جو متفرق ہو گئے بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح احکام آئے انہوں نے اختلاف کیا اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔"

ان تمام مقامات سے واضح ہوا کہ اسلام میں فرقہ واریت کی کوئی گنجائش نہیں۔ ہر شخص اس کا متمنی ہے کہ فرقہ واریت کا خاتمہ ہو اور ملک امن و سکون کا گہوارہ بن جائے۔ لہذا مشترکات میں سے اس پہلو پر بہت زور دیا جانا چاہیے۔ اس کے ذریعہ بہت سے مذاہب کے ماننے والوں کو قریب لایا جا سکتا ہے۔

7. اشتعال انگیزی اور تعصب کا خاتمہ

مذاہب میں سے کسی بھی مذہب و مسلک سے تعلق رکھنے والا سلیم الفطرت انسان ہمیشہ اشتعال انگیزی اور تعصب جیسی خصلتوں سے نفرت کرے گا اور کھل کر اس کے اٹھ کھڑا ہو گا۔ کیونکہ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو مشترکہ ہے۔ اس مشترکہ وصف کی بنا پر معاشرہ پر امن ہو سکتا ہے اور مختلف گروہ آپس میں شیر و شکر ہو کر اکٹھے رہ سکیں گے۔

8. حصولِ علم اور جہالت سے دوری

مختلف مذاہب کے ماننے والوں کا ایک مشترکہ ضرورت و حاجت تحصیلِ علم اور جہالت و تاریکی سے دور رہنا بھی ہے۔ اگر قرآن شریف کی تعلیم کو عوام تک پہنچایا جائے تو مختلف نظریات کے حامل افراد آپس میں شیر و شکر ہو جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم خود جوڑ کی ترغیب دینے والا ہے اور اختلافات کو کم کر کے سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی کرنے والا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ

[17] الروم:31تا32

[18] الانعام:159

[19] ال عمران:105

فرماتے ہیں:

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ [20]

"بے شک یہ قرآن ہدایت دیتا ہے اس راہ کی طرف جو بالکل سیدھی ہے۔"

اہلِ اسلام نے ہدایت کے اس سرچشمے کو چھوڑ کر دنیا میں ذلت وخواری کو اپنا مقدر بنالیا ہے، بنیادی وجہ قرآن مجید کی تعلیمات سے دوری ہے بقولِ اقبال

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر [21]

9. عدل وانصاف کا قیام

معاشرے میں عدل وانصاف کے قیام کا ہر کوئی خواہاں ہے، چاہے اس کا تعلق کسی بھی گروہ، فرقے، مسلک یا مذہب سے ہو۔ اللہ تعالیٰ بھی مسلمان سے یہی تقاضا فرماتا ہے کہ عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَان وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ [22]

"اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔"

اس سے اللہ تعالیٰ کا حکم معلوم ہوا جو خاص کر قرآن کریم کو ماننے والوں کے لیے ہے کہ عدل وانصاف کو فروغ دے کر ہی دنیا میں ترقی اور آخرت میں سرخ روئی حاصل کر سکتے ہو۔ عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے اور یہ ایک ایسا مشترک امر ہے جس پر کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا اور سب مذاہب کے ماننے والے اس پر متفق ہو سکتے ہیں۔

10. تجارت وکاروبار کے مواقع

ملکی، علاقائی اور انفرادی سطح پر تجارت کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ معیشت کی بہتری کے لیے کاروباری اور تجارتی سرگرمیاں نہایت اہم ہیں۔ چنانچہ دیکھا جائے تو تجارت ہر مذہب کے پیروکار کے لیے مشترکات میں سے ہے جس کے لیے وہ ایک دوسرے سے بھرپور تعاون کر سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی تجارت کے حوالے سے ارشاد سے فرمایا:

رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى [23]

"خدا اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید و فروخت اور تقاضا کرنے میں نرمی اور خوش اخلاقی سے کام لیتا ہے۔"

پوری معیشت کا انحصار چھوٹے چھوٹے تجارتی کاموں پر ہے اور یہ سب کی مشترک اور اہم ضرورت ہے۔ تجارت کے باب میں ہر مذہب ومسلک سے تعلق رکھنے والے کو انتہا درجے کی سنجیدگی، بردباری اور صبر و تحمل کے مظاہرے کی ضرورت ہے اور اس مشترک سے معاشرے میں امن کا قیام و فروغ نہایت ہی آسانی سے لایا جا سکتا ہے۔

---

[20] بنی اسرائیل:9

[21] ڈاکٹر محمد اقبال، جوابِ شکوہ، **بانگِ درا**، مطبوعات شیخ غلام علی، ادبی مارکیٹ، چوک انار کلی، لاہور، 1976ء، ص47

[22] النحل:90

[23] محمد بن اسماعیل الجعفی بخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، دار ابن کثیر، الیمامہ، بیروت، ط۔ سوم: 1407ھ، ج3، ص57، حدیث نمبر 2076

11. تکفیر سے نفرت

کسی بھی مذہب کے ماننے والے کو اگر کافر کہا جائے تو اس کو برا لگتا ہے۔ یہ ایک فطری چیز ہے اور ہر شخص اس سے نفرت کرتا ہے۔ کسی کے مذہب کو برا بھلا کہنا، اس کا مذاق اڑانا، ان کی تکفیر کرنا، اس کی مذہبی حیثیت پر خواہ مخواہ اعتراضات کرنا، وغیرہ کسی بھی شریف النفس انسان کی عزت اور اکرام کو مجروح کرتا ہے۔ لہذا ایک فطری چیز ہے کہ ہر شخص کے دین و مذہب کا احترام کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول کریم ﷺ کے ارشادات غیر مسلموں کو جو تحفظ دیتے ہیں، دنیا کا کوئی مذہب ایسے حقوق نہیں دیتا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی مشکوۃ شریف میں ہے:

ألا من ظلم معاهدا أو انتقصه أو كلفه فوق طاقته أو أخذ منه شيئا بغير طيب نفس فأنا حجيجه يوم القيامة [24]

"سنو جو کسی معاہد (غیر مسلم) پر ظلم کرے، یا اس کے حقوق میں کمی کرے گا، یا طاقت سے زیادہ اس کو مکلف کرے گا یا اس کی کوئی چیز اس کی مرضی کے بغیر لے گا تو میں قیامت کے دن اس کی طرف سے دعوے دار بنوں گا۔"

لہذا ایسی مشترک خواہش کا صدقِ دل سے احترام کیا جائے تاکہ نہ تو کسی کے مذہبی جذبات مجروح ہوں اور نہ ہی کسی کی خواہش تکمیل سے رہ جائے۔

12. متنازعہ لٹریچر پر پابندی

تمام مذاہب کے ماننے والے اس کی خواہش رکھنے میں مشترک ہیں کہ ہر قسم کے مذہبی و مسلکی متنازعہ لٹریچر کتب، اخبارت، رسائل، جرائد، کتابچوں، پمفلٹ وغیرہ پر حکومت کی طرف سے مکمل پابندی عائد کی جائے۔ نیز کسی بھی مذہب کے اکابرین اور معزز شخصیات کے خلاف ہر طرح کا مواد قابلِ گرفت ہو اور متنازعہ لٹریچر لکھنے والے، اس کو چھاپنے والے اور فروخت کرنے والے لوگ قانون کی گرفت سے نہ بچ سکیں۔ ان کے بارے میں ایسی قانون سازی کئی جائے کہ ان کو نشانِ عبرت بنا دیا جائے۔ سخت سزا اور جرمانہ عائد کیا جائے۔ ایسے لوگ شیاطین الانس کا کردار ادا کرتے ہیں اور ان کی گرفت تمام مذاہب کے لوگ اپنا مشترکہ نصب العین قرار دیں گے۔

13. غلو فی الدین نہ کرنا

ہر سلیم الفطرت شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ دین کے اندر حدود سے تجاوز نہ کیا جائے جسے غلو فی الدین کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے دین کے اندر نئی نئی چیزیں شامل ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور سنت کی برکات سے انسان محروم رہ جاتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں کو بھی منع فرمایا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم اس کا شاہد ہے:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لاَ تَغْلُواْ فِي دِينِكُمْ وَلاَ تَقُولُواْ عَلَى اللّهِ إِلاَّ الْحَقِّ [25]

"اے اہل کتاب اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو، اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کوئی بات نہ کہو۔"

---

[24] محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی، مشکاۃ المصابیح، المکتب الاسلامی، بیروت، ط۔ سوم: 1405ھ، ج2، ص420

[25] المائدۃ، 77:5

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ [26]

"(اور ان سے یہ بھی) کہو کہ اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو۔"

نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی یہود و نصاریٰ کے اس غلو فی الدین کی وجہ سے اپنے متعلق امت مسلمہ کو ان الفاظ میں خبر دار فرمایا۔

لاتطرونی كما اطرت النصاری عیسیٰ ابن مریم! فانما انا عبده، فقولوا : عبد الله و رسوله[27]

"تم مجھے اس طرح حد سے نہ بڑھانا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو بڑھایا، میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، پس تم مجھے اس کا بندہ اور رسول ہی کہنا۔"

غلو فی الدین نے یہود و نصاریٰ کو ہلاکت میں ڈالا اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی اتباع سے منع فرمایا اور اس بات پر زور دیا کہ خبر دار رہنا کہیں محبت و دشمنی میں ان کی طرح صراطِ مستقیم سے ہٹ نہ جانا۔ دورِ حاضر میں مختلف مذاہب کے افراد کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ غلو کی وجہ سے سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے نظر آتے ہیں۔

خلاصہ بحث

اگرچہ مشترکات کے بارے میں زعمائے امت نے بہت کچھ تحریر و تقریر میں لکھا اور کہا۔ نہایت ہی مختصراً ان میں سے ان 13 مشترکات کو حوالۂ قرطاس کیا۔ اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو امت کے مختلف مذاہب اور مسالک کے مابین مشترکات بہت زیادہ ہیں اور اس کے مقابلے میں اختلافات کم ہیں۔ لیکن اختلافات کو ہوا دی گئی اور اچھالا گیا جب کہ مشترکات کو چھپایا گیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مختلف مذاہب کے مشترکات کو عام کیا جائے اور معاشرے میں رہنے کے لیے ایسے اصول وضع کیے جائیں جو سب کے ہاں مشترک اور مسلّم ہوں تاکہ اس پر عمل کرنے میں ہر مذہب والا بڑھ چڑھ کر حصہ لینا اپنا مذہبی فریضہ سمجھے۔

[26] النسآء، 171:4

[27] بخاری، الجامع الصحیح، ج3، ص1271، حدیث نمبر:3261